پنجاب نور افشاں لودیانہ



نمبر (۲۵) — مطبوعہ ۱۸ جون ۱۸۹۷ء بروز جمعہ — جلد (۲۵)

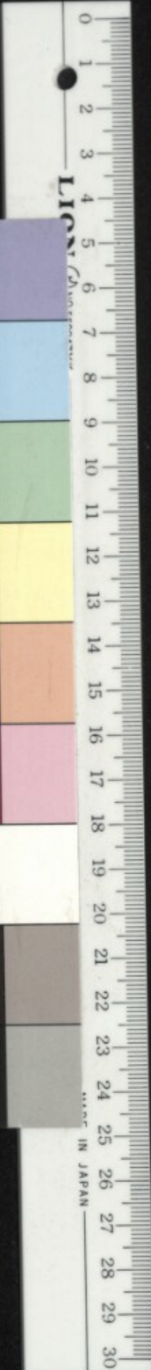
ایڈیٹوریل نوٹس

ایک نامہ نگار ہمارے اس نوٹ پر جو سلیف سپورٹ کے بارہ میں لکھا گیا اعتراض کرتے ہیں اور انکا اعتراض بھی معقول ہے لیکن ہمارا یہہ مطلب نہ تھا کہ بغیر کمانے والوں کے کلیسیا اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہے بیشک کلیسیا میں وہ لوگ ہونے چاہئیں جو حرفت کاری جانتے ہوں اور مختلف محکموں میں ملازم ہوں ورنہ خدا کے کام کیلئے کہاں سے روپیہ آئے لیکن ہم بتلانا چاہتے ہیں کہ صرف مذکور الصدر لوگوں سے ہی کلیسیا قایم نہیں ہو سکتی بلکہ اس بات کا بہت کچھ انحصار روحانیت پر ہے۔ کلیسیا ان روپیوں سے زور نہیں پکڑتی جو دنیا دار لوگ دیتے ہیں خواہ دنیا دار بادی ہوں خواہ سرکاری ملازم ہوں بدیں خیال ہم نے سلف سپورٹ کے روحانی زندگی والے پہلو پر زور دیا تھا یعنے ہم نے یہہ بتلایا تھا کہ جہاں روحانی زندگی نہیں ہے وہاں کلیسیا قایم نہ ہوگی اور ہم کو امید قوی ہے کہ اس بات پر غور کرنے سے فایدہ بھی ہوگا تاہم ہم کو نامہ نگار کے دوسرے پہلو سے اتفاق ہے

جس قدر ہم کلیسیاؤں اور مشنوں کے ان سوالات پر غور کرتے ہیں کہ پاسبانوں اور مبشروں اور مشن کے دیگر کارندوں کی کیا تنخواہ ہونی چاہیے اور مختلف عہدہ داروں میں کیسا تعلق ہونا چاہیے تو ہمیں زیادہ یقین ہوتا ہے کہ یہہ سوالات روحانیت سے خاص تعلق رکھتے ہیں یا یہہ کہئے کہ یہہ معاملہ مالی نہیں ہے بلکہ روحانی ہے۔ کیونکہ ناممکن ہے کہ خدا کے لاانتہا فضل کے بتانے کی قیمت دیجا سکے۔ یہاں ہمارا اعتراض تنخواہ کے لفظ پر ہے اگر کوئی پوچھتا ہو کہ تنخواہ کیا ملتی ہے تو یہی جواب دیا جاتا ہے کہ تنخواہ نہیں ملتی گذارہ ملتا ہے۔ اور ہماری سمجھ میں کلیسیاؤں اور مشن میں یہی لفظ استعمال ہونا چاہیے۔ تنخواہ کا لفظ ہمکو فوراً سرکاری دفتروں کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے اور اسکے ساتھ ہی سند اور لیاقت اور درجہ اور گریڈ وغیرہ کی باتیں آجاتی ہیں اور خدا کے لاانتہا فضل کی دولت کا بازار لگجاتا ہے اور یہہ خیال نہیں رہتا کہ اگر ہم تھوڑے میں گذارہ کریں تو انجیل پھیلانے کیواسطے زیادہ روپیہ باقی رہیگا بلکہ یہہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ فلان کو اتنا ملتا ہے مجھکو بھی اتنا ملنا چاہیے۔ اگرچہ کسی سبب سے دوسرے کی نسبت میں تھوڑے روپیہ میں گذارہ کر سکتا تو بھی میرا گریڈ ایسا ہے کہ میں پوری تنخواہ لونگا۔ ان باتوں کو بار بار چھیڑنے سے یہہ غرض ہے کہ ہم ان باتوں پر زور دیں کہ ان باتوں کا بھید کھولنے کے واسطے صرف روحانیت ہی ایک چابی ہے اور روح کی بھرپور زندگی کے سامنے یہہ دقتیں جواب درپیش ہیں قایم نہیں رہ سکتیں۔

پادری احسان اللہ آجکل فرخ آباد میں جلسہ کر رہے ہیں۔ وہاں سے درخواست کی کہ دعا کیجاوے کہ حاضرین جلسہ پر خدا کی برکت نازل ہو۔ لہذا ہم درخواست کرتے ہیں کہ ناظرین نور افشاں اس بارہ میں دعا کریں۔

ایک کتاب بنام سپرٹ فلڈ لائف یعنی روح کی بھرپور زندگی مصنفہ پادری جان مکنیل بہتوں کے فائدہ کی باعث ہوئی ہے اسمیں نہایت صاف طور پر روح القدس کی تعلیم کی باتیں کہ وہ کون ہے اور اسکی برکتیں کن کیواسطے ہیں وغیرہ اور کیونکر حاصل ہوتی ہیں بیان کیگئی ہیں۔ اسکے پڑھنے سے بہت لوگوں کی زندگی میں بڑی تبدیلی واقعہ ہوئی۔ مدت سے ہماری یہہ خواہش ہے کہ جو بھائی اردو خوان ہیں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھاویں لہذا ہم نے پادری جان نورسن صاحب سے درخواست کی



نور افشاں

پادری اے ایچ یونگ صاحب ایم اے — ایڈیٹر

پادری جی ایل ٹھاکر داس صاحب ۔ پادری ایچ گولک ناتھ صاحب
پادری طالب الدین صاحب بی اے ۔ پادری پی سی اپل صاحب — اسسٹنٹ ایڈیٹرز

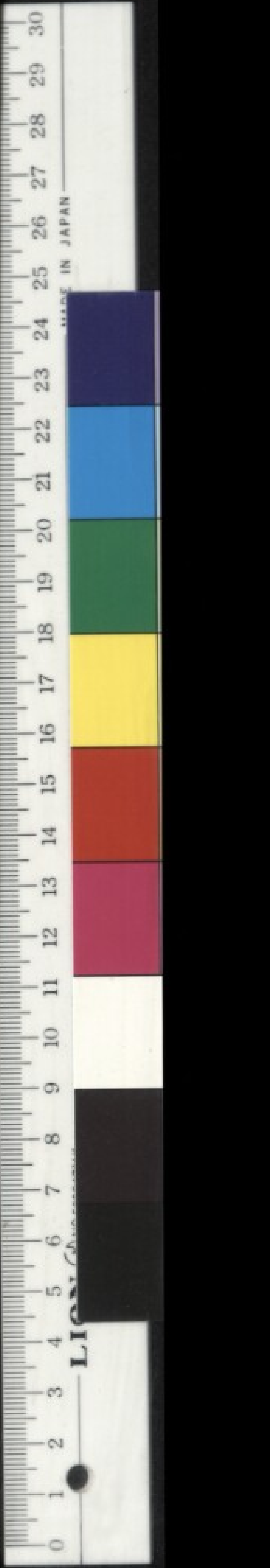
مسیحی مذہب کی ترقی

(۵) مسیحی مذہب کی ترقی پر نظر ڈالنے سے ایک اور بات اُس میں نظر آتی ہے جو اسکی سچائی پر دلالت کرتی ہے کہ اُسمیں ایسے وسایل اور تحریکیں لانے والے اسباب موجود ہیں جنکی مدد اور زور سے اُسکا دن بدن پھیلنا اور ترقی کرنا ایک لازمی امر ہے۔ بہت مذاہب صفحۂ دنیا پر نمودار ہوئے اور اب موجود ہیں جن میں اور پھیلنے کا مادہ ہی نہیں مثلاً ہنود مذہب اور بہت سے ایسے بھی ہوئے ہیں جنکو کسی زمانہ میں پھیلنے کی قدرت حاصل تھی مگر اب بالکل وہ قدرت معدوم ہو گئی جیسے بدھ یا محمدی مذہب۔ کسی وجہ تک اس امر میں مسیحی مذہب سے مشابہت رکھتا ہے لیکن اگر انکے وسایل اور اسباب ترقی کو اور اُنکی موجودہ حالت کو مسیحی مذہب کی روز افزوں ترقی کے ساتھ مقابلہ کریں تو انصاف ہمیں مسیحی مذہب کو سچا ماننے اور قبول کرنے پر مجبور کریگا۔ اُسکی ترقی تلوار کی دھار اور غازیوں کی خونریزی سے نہیں ہوئی ہے۔ اسکے وسایل سادے اور بے نقصان ہیں مگر اپنے اثر میں سیف ذوالفقار کی کاٹ کو مات کرنے والے ہیں کلیسیائی انتظام ایسی خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوا ہے کہ ترقی کا ہونا ایک لابدی امر ہے۔ نو مریدوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے اور اُنکی دینی تعلیم و تربیت کا نہایت اطمینان بخش بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس کی ساخت کی ظاہری صورت اور اسکے شرکا کا اجتماع اور اُس کے انتظاموں کی بنیاد ایسی باتیں ہیں جو کسی فلسفانہ فکر کا نتیجہ نہیں ہوئیں اور کسی شخص کو اور یہ انتظام تمام زمانوں میں برابر چلا آیا ہے۔ اگر ہم پیچھے ہٹیں تو اس انتظام کے سلسلے میں کہیں کوئی بے اصل کڑی نہ پائینگے۔ بلکہ اس مذہب کے بانی تک اس سلسلہ کو برابر دیکھتے جائینگے۔ اسکے ضابطوں سے ایسے اعلیٰ معانی مستنبط ہوتے ہیں۔ اسکی عبادت سے حقیقی عبودیت کا ایسا اظہار ہوتا ہے اسکی دُعا اور بندگی کی طرز سے ایسی سادگی اور سنجیدگی ٹپکتی ہے۔ اس کے کلام کی شرح و تفسیر سے ایسے الٰہی مطالب اور راز کھلتے کہ سننے اور دیکھنے والا مسیح کی خوبی اور قدرت کا مستمر ہو جاتا ہے اور اُسکی غلامی کو اپنی حقیقی آزادگی سمجھتا ہے۔

اس کا ذات پات کی فضول پابندیوں اور قومی امتیازات سے جو دنیا کو عالمگیر ہونے سے روکتے ہیں آزاد ہونا نہ صرف مسیحیوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرتا بلکہ اُنپر اس بات کو فرض ٹھہراتا کہ اس انجیل کی منادی جس میں نجات کی خوشخبری ہر فرد بشر کیلئے پائی جاتی ہے تمام دنیا میں ہونی چاہئے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ نجات کا پیغام برق کی سرعت کے ساتھ ہر رکاوٹ کو پھاندتا اور ہر دیوار کو گراتا ہوا دنیا کے کنارے تک پھیلتا جاتا ہے۔ اس کی مقدس کتاب بائبل کو نظر غور سے دیکھنا چاہئے کہ وہ کس طرح اس پیغام کو ہر کونہ اور ہر گوشے میں پہنچا رہی ہے۔ شاذ ہی کوئی زبان ایسی ہو جسمیں اس مبارک کتاب کا ترجمہ نہ ہوا ہو۔ ہاں یہ کتاب اس مذہب کی تعلیمات کا الہامی خزانہ اسکے لٹریچر کی بنیاد۔ اُس کے الٰہی فلسفہ کی مستند کتاب اسکے ضابطوں اور قوانین کا مجموعہ ہے کل مسیحی مذہب کا اس کتاب کے ساتھ چنیں جلکر ایک ہی ہمدردی کے رشتہ سے مربوط ہو جاتا اور ایک خوش لحن غزل کے شعر ہیں جو آسمانی رفاقت اور صلح سلامتی کا نمونہ ہیں ہم آواز ہو کر زمزمہ پرداز ہوتا ایسی کیفیتیں ہیں جنکی نظیر کسی مذہب کے احاطہ سے باہر نہ کسی مذہبی تجربہ میں اور نہ کسی شخص کے دینی تجربہ میں پائی جاتی ہے اور جس قدر یہ مذہب اس لاثانی کتاب کی رہبری سے آگے بڑھتا اور تاریک اور بنجر خطوں کو اپنی تاثیرات سے گھیر کر منور اور بارآور بناتا اُسی قدر اس صداقت کی شہادت بہم پہنچتی ہے کہ اسکا مشن ساری دنیا کیلئے ہے۔ علاوہ اس کتاب الکتب کے اور بہت سی تصنیفات ہیں جو اس کتاب کی تعلیم و تاثیر سے پُر ہیں اور مسیحی زندگی بخش تعلیم کے بیج کو دنیا کے کھیت پر چھڑک رہی ہیں ہمارے خیال میں دیگر مذاہب میں اس قسم کی کتابیں اول تو ہیں ہی نہیں اور اگر ہیں تو بہت تھوڑی جنکی تلاوت اور مطالعہ نے اُن مذہبوں کو ترقی دی ہو یا پڑھنے والوں کو جان تازہ بخشی ہو لیکن آگسٹن۔ اور ٹومس اے کیمپس۔ اور بنین۔ اور بیکر کی کتابوں نے تیر بہدف کا کام کیا اور مطلوبہ فتح حاصل کی۔ جان وسلی کے مسیحی ہونے کا وسیلہ لوتھر کا دیباچہ تھا جو اُسنے رومیوں کے خط پر لکھا۔ بیکسٹر کی کتاب نے ڈاڈرج کو اور ڈاڈرج کی کتاب نے ولبرفورس کو اور ولبر فورس کی کتاب نے چالمرس کو متاثر کیا اور یہ کیفیت جس سے یکے بعد دیگرے سلسلہ وار متاثر ہو کر خادم قوم ہوئیں آثار رہتا ہے مسیحیوں کی قلم کا خاصہ ہے۔

پھر یہ وسایل جو ایسے کثیر اور عجیب ہیں اُن باتوں سے جو ایسی تحریک اور اشتعال پیدا کرنے والی ہیں اور بھی زور پاتے ہیں۔ سادہ بات ہے کہ مسیح کی بڑی اور عجیب نجات کی ضرورت ہر فرد بشر کو ہے لہذا اس کو مشتہر کرنا نجات یافتوں پر فرض ہے محبت اور ہمدردی سے بھرے ہوئے دلوں میں بڑی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اپنی شخصی نجات اور بہبودی کا خیال شکرگذاری کی روح کو مشتعل کرتا اور اُس کے ساتھ مسیح کے حکم کی پاسداری انجیل کی عالمگیر منادی کو ایمانداری کی نظر میں فرض ٹھہراتی ہے اور وہ انجیل کی بشارت دینے میں مسیح کے نمونہ کی پیروی کرنے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے جھوٹے مذاہب میں خدا کے نام کی تحقیر و تکفیر ہوتی اُسکی مرضی کے خلاف علم بغاوت کو برافراختہ دیکھکر دیندار کی سدی تو تیں مگر اس بات پر مائل ہوتیں کہ اُسکا مبارک نام تحقیر اور بے عزتی کے ہاتھ سے رہائی پائے اور اسکا جلال ظاہر ہو۔ ایک طرف وہ اس خدمت کی انجام دہی کے لئے اپنی تمام قوتوں کو فراہم کرتا ہے اور دوسری طرف بجلی کی طرح روح پاک کی قوت پر جو تاریکی اور بُرائی کے قلعوں کو نابود کرنے والی ہے بھروسا اور تکیہ کرتا ہے۔

ان باتوں کی مثالیں دنیا کے مذہبوں میں نہیں ملتیں۔ محمدی مذہب کو مسیحی مذہب کے ساتھ پہلو بہ پہلو رکھکر دیکھو اور دونوں کی ترقی کرنے اور بڑھنے میں زمین آسمان کا فرق دکھائی دے گا۔ ہاں ہم یہ مانتے ہیں کہ دنیا کو تلوار سے فتح کرنیوالی تدبیریں کوئی کوئی عنصر اچھا بھی ہوگا کسی کسی موقعہ پر مفتوح اور شکست خوردہ لوگوں کی روحوں کا خیال نظر آئیگا کسی کسی جگہ فرایض کو پورا کرنیکی مخلصانہ کوشش دکھائی دیگی۔ جوش کی وحشیانہ آگ جلتی مٹ اور دے گذریگی۔ پر وہ پاک نجات کا وہ مطلب جس سے اخلاقی اور روحانی طور پر آزاد ہونا مراد ہے۔ کہاں ہے؟ وہاں مسیح کے نمونہ پر گرے ہوؤں کے لئے رفاہ اور اُنکو اٹھانے کے لئے تکلیفیں سہنا اور خود انکاری کو عمل میں لانا کہاں ہے؟ کہاں ہے وہ خوشی جو ایک شخص کے نجات پانے پر صف کروبیاں میں اور بطور زندگی اور نغمہ خوانی کا سماں باندھ دیتی اور زمین پر بندگان خدا کی جماعت





شکرگذاری کی روح سے بھر کر حمد و ستائش کے گیت گاتی ہے؟

جو بُدھ مذہب سے واقف ہیں وہ ہمارے ساتھ اس بات میں اتفاق کرینگے کہ قدیم زمانہ میں پھیلنے اور بڑھنے کی قوت اگر اُسے نصیب ہوئی ہو تو ہوئی ہو مگر اب باعتبار اس امر کے اُس میں اور مسیحی مذہب میں کچھ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اور اب اگر اُس کی خصوصیات بیان کریں تو یہہ کہنا پڑیگا کہ وُہ بند پانی کی طرح رُکا ہوا کھڑا ہے۔ بدبو۔ غلاظت اور بے پروائی اُسکا حصہ ہیں مسیحی مذہب ہی ایک اکیلا مذہب ہے جو ایک اعلیٰ اور مضبوط اور ہمیشہ بڑھنے والی قدرت رکھتا ہے وہ فتح حاصل کرنے کیلئے دُنیا کے ہر حصہ پر حملہ کرتا ہے اور معاوضہ میں بہت تھوڑے حصے اٹھاتا ہے۔ وہ مغربی نصف کرہ کو مشرقی کے ساتھ ملاتا تاکہ مشرقی کلیساؤں کو اُٹھائے اور یورپ کے ساتھ ملا کر مسلمانی خشک حکومت کو خاتمہ کی صورت دکھائے۔ وہ ایشیائی تعلیم ہمہ اوست کی آسمانی تعلیمات کی زور سے بیخ کنی کر رہا ہے۔ وہ افریقیہ میں اپنے نجات بخش کلام کو پھیلا رہا ہے جہاں جو کچھ ابتک اس براعظم کی اندرونی حالت کی نسبت معلوم ہوا اور ہو رہا ہے بہت درجہ تک مسیحی مذہب کے مشنریوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ہاں یہہ مذہب اسی طرح پھیلتا جائیگا اور دُنیا کو خدا اور اُسکے بیٹے کی پہچان سے جو ہمیشہ کی زندگی ہے اس طرح بھر دیگا جس طرح سمندر پانیوں سے معمور ہے۔

مُراسلہ

"کلیسیا کا آزاد ہونا"

کیونکر ہو سکتا ہے

چونکہ آجکل چاروں طرف کلیسیا کی بہتری و بہبودی و سلف سپورٹ کا چرچا شروع ہے۔ اخباروں۔ رسالوں۔ میٹنگوں میں جہاں کہیں دیکھا جاتا ہے یہی خیال پیش ہے کہ آزاد ہو آزاد ہو۔ افلاس کو دور کرنیکی کوشش کرو۔ اور اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو۔ اور اپنے پاسٹر خود رکھو۔

درحقیقت یہہ سوال مشکل ہے پر تو بھی اگر آرام طلبی ترک کیجاوے اور مفید پیشوں کے سکھلانے کے لئے اسکول قائم ہو جاویں اور جس طرح اب طالبعلم سکولوں اور کالجوں میں برابر تعلیم پاتے ہیں اس طرح اگر اُن سکولوں میں جو کہ مشنوں کے متعلق ہیں جن میں مسیحی نوجوان لڑکے و لڑکیاں تعلیم پا رہے ہیں۔ اسکول کے وقت میں یا بعد از وقت اسکول مختلف قسم کے سب پیشوں میں سے کوئی جو طالبعلم پسند کرے دو گھنٹہ ہر روز سکھلائے جاویں اور نوکری و صاحب لوگی کا خیال مطلقاً مٹایا جاوے تو کیا ممکن ہے کہ دو چار برس میں ایک جماعت نہ نکلے جو کہ اپنے ہنر سے کما کر کھائے اور آئے دن کی توتے توتے ہٹنے۔ اور وہ آزادی کا دم نہ بھریں۔ جیسا کہ غیر اقوام کے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے جو کہ اپنے ہنر و پیشے سے کما کھاتے ہیں سوے کیسے آزاد ہوتے کام کیا اور اپنی چین سے زندگی بسر کی۔ نہ کسی کی لینی نہ دینی نہ ودے دے نہ لے لے۔

چونکہ اکثر مسیحی نئے تعلیم یافتہ لوگ نوکری نہ ملنے کی وجہہ سے سخت شاکی ہوتے ہیں اور ہزار ہا قسم کی باتیں بناتے ہیں جو دقت اور مشکل نوکری ملنے میں ہوتی ہے اس کی وجہہ جہانتک غور کیجاوے تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں ہر قسم کے لوگ بموجب دستور پہلے کے کلیسیا میں شامل ہو کر بعضے تعلیم پاتے اور بعضے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اور اُن میں سے جب کبھی کسی نے کسی درجہ کا امتحان پاس کر لیا اُسی وقت فوراً دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب کہیں نہ کہیں مشن کی ملازمت مجاوے تو خوب چین سے گذریگی جس کا کوئی ذریعہ ہوا یا مشنری صاحب کے دل خواہ بات چیت ہوئی تو قسمت کھل گئی کہیں دوردراز جگہہ ملگئی ورنہ دربدر مارے مارے کبھی کسی مشن میں کبھی کسی مشن میں تلاش روزگار کیلئے پڑے پھرتے رہے۔ میری ناقص سمجھ میں اگر یہی لوگ جو کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں، نوکری پر نہ ہوتے جو پہلے نوکری پیشہ تھے اور خدا کے لوگوں کے لئے خادم الدین وہی جو آزاد ہوتے یا ہر میں اور کسی مشنری صاحبان سمجھ کر خارج میں مدد نہ لیتے یا لیویں تو اسقدر دقت آجکل کلیسیا میں نظر نہ آتی نہ ہی اتنے قضیے کرنے پڑتے نہ ہی صاحب لوگوں کے ترلے اور خوشامد۔ نہ ہی آزاد دیسی خادم الدین کے رکھنے میں کوئی امر مانع ہوتا۔

اب تو ہر ایک پیشے کے مسیحی صاحبان تعلیم حاصل کرکے بہ اکثر اپنے آبائی پیشہ کے کرنے سے اپنی بیعزتی اور حقارت سمجھتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ اپنے پہلے پیشوں کو ترقی دیں اور اُنکے ذریعے کما کھاویں مانا کہ بعضے اعتراض کریں کہ ہم میں سے کسی ایک کے پہلے پیشے حقیر و کمینہ ہیں پر بھائی خیال کیجئے کہ وہ حقیر و کمینہ پیشہ کے لوگ کماتے اور کھاتے نہیں؟

میرے ناقص و کم تجربہ میں کبھی سننے و دیکھنے میں نہیں آیا کہ کبھی ہو کہ بعض لوگوں کے سوائے عوام نے اپنے پیشے کو خستہ کیا ہو۔ بلکہ اکثر وے لوگ اپنے آپکو چھپاتے اور یہ ظاہر کرتے کہ نعوذ باللہ ہم نے اور ہمارے باپ دادوں نے کبھی ایسے کام کئے نہ تھے۔

اب ایسی کوئی کلیسیا ہند و پنجاب میں نظر نہیں آتی جس میں صد ہا مسیحی کچھ نہ کچھ تعلیم پا کر روزگار کے متلاشی نہوں سوائے معدودے چند ایک کے سب کے سب مسیحیوں کی بسر اوقات کا دار و مدار اب نوکری پر رہ گیا ہے جس قدر تعلیم پا کر جوان سکولوں و کالجوں سے نکلتے ہیں اُسی قدر روزگار کی مانگ ہے۔ اگرچہ مشنوں میں اور گورنمنٹ میں طرح طرح کے کام کی گنجائش ہے تو بھی ملازمت کی شکایت ہی شکایت نظر آتی ہے اب یہی غور کرنیکی بات ہے کہ اس قدر نوکریاں کہاں سے آئیں جو سب مسیحیوں اور غیروں کے لئے کافی ہوں اور یہہ آئے دن کی ہائے ہائے موقوف ہو کلیسیاؤں کی بربادی و خستہ حالت پر پریشانی و فرمردگی طاری ہونیکی یہہ بھی ایک بھاری وجہہ ہے کہ عموماً پیشے والے بھائی بھی مشن کی ملازمت کے ہی خواہاں پائے جاتے ہیں کہ جو کہیں مستری و منشی کے کام میں نہ ہوا تو منادی کے کام میں تو ضرور نوکر جیں روپیہ ملجاویگے بستر چک[1] اور تلاشی مکان وغیرہ کا خرچ پاؤں کی گردش ہو ہی رہیگی ہمارا کیا نقصان ہے۔ اگر اپنا پیشہ کیا تو کہیں اُسکا آدھا بھی نصیب ہو تو بھی گذارہ مشکل ہوگا۔ چلو یار دیکھے ہنر کیا اور پیشے کیسے جب روشنی میں آگئے تو پھر سب کچھ تبدیل کرنا چاہئے

؎ اکثر بعض مشنوں میں یہہ دستور ہے کہ منادوں کے بستر اُٹھانیکے لئے [illegible] روپیہ کا ایک آدمی ملتا ہے جسکو بستر چک کہتے ہیں۔

ہمیں تو ہمیشوں پر افسوس آتا ہے خواہ اُنکو ہماری یہہ ناقص رائے وقتی طور پر اس وقت بُری معلوم ہو جائے ۔

مانا کہ تعلیم کی ترقی سے بہت فائدہ ہو رہا ہے مگر اُسی صورت میں جبکہ ہر ایک تعلیم پاکر اپنے اپنے پیشہ میں خوب عمدہ طور سے ترقی کرے تو کیا کلیسیا کا آزاد ہونا ممکن ہے نہیں ہرگز نہیں نوکری پیشی جو بہت دیوانہ ہو رہے ہیں اسی سے حقیقت میں ہمارے جوانوں کا کلیسیا میں اور باہر سخت نقصان ہو رہا ہے جو کہ ناگفتہ بہ کے مصداق بن رہے ہیں تنگیاں بلکہ افلاس چاروں طرف سے آرہے ہیں بعد مشنری صاحبان کے وعظ سننے پڑتے کہ بھائی آزاد ہو۔ کلیسیا کو آزاد کرادو۔ دیکھو ہم نے بہت مدت تم پر مہربانی کی اب اپنا بوجھ آپ اُٹھاؤ حقیقت میں اُنکی مہربانیوں کو ہم فراموش کس طرح کریں۔ خدا اُنکو بدلا دیوے۔ جو اُنہوں نے کیا اور کرتے اور کر رہے ہیں۔ اوروں کو کیا کہیں ہمیں خود اس بات پر اپنے دل میں جوش آتا ہے اور غیرت آتی ہے کہ کیوں ہم غیر اقوام سے ہر معاملے میں پیچھے رہے چلے جارہے ہیں تو اسکا جواب صاف لفظوں میں یہی آتا ہے جھٹا لوگی۔۔ آرام طلبی۔۔ فضول خرچی۔۔۔ جیسے جب ہم ان تینوں کو ترک کریں تو کیا کلیسیا کا آزاد ہونا مشکل ہے نہیں ہرگز نہیں ۔

پھر اور زیادہ افسوس کا مقام یہہ ہے کہ جو بھائی کسی پیشے اور ہنر کے کرنیکے عادی ہیں وہ بھی کسیقدر پڑھ جاکر نوکری حاصل کرتے وہ اکثر اسی فکر میں مگن رہتے کہ ۔۔۔۔ کہلا جاویں خواہ لوئر پرائمری یا اپر پرائمری ہی پاس کیوں نہ کیا ہو۔ غیر مسیحی ناظرین صاحبان ۔ جبتک ہماری آرام طلبیاں ہمارے ساتھ وابستہ ہیں تب تک ممکن نہیں کہ افلاس دور ہو اور ہم اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو سکیں اور کلیسیا کا آزاد ہونا تب ہی بہت مشکل نظر آتا ہے جب تک یہہ عادات دور نہ ہوں ۔

(۲) چاہئے کہ ہم مسیحیوں میں ہر پیشے کے لوگ ہر کہیں پائے جاویں اور غیر اقوام کی جگہہ جب ضرورت ہو بھرتی ہو کر آزادانہ زندگی بسر کریں اور اپنے چال چلن سے اور نیک نیتی سے لوگوں پر اثر پیدا کریں تاکہ خداوند مسیح کا جلال ظاہر ہووے ۔

(۳) اور غیر اقوام کے اسکول اور مدرسوں اور کالجوں میں سے بلکہ اگر ضرورت ہو تو کلیسیا کے متعلق زندگی بسر کریں۔ اور ہمیشہ مددگار رہیں تب کلیسیا کا آزاد ہونا ممکن ہے ۔

(۴) اگر کوئی عمدہ کل یا ایجاد یا پیشہ ہمارے بزرگ و معززمسیحی نہیں نکال سکتے تو ہنروں کے سکھلانے اور علمی ترقی کے کرنے اور ملکی ہمدردی میں غیر ممالک جیسے یورپ و امریکہ ہی کی تقلید کریں تب بھی لیکن ان حالتوں میں بھی کلیسیا کا آزاد ہونا ممکن ہے ورنہ نہیں ۔

(۵) چاہئے کہ صاحب اقبال لوگ اپنی اپنی کلیسیا کی ناداری اور افلاسی کی حالت پر خوب غور کریں۔ تدبیریں سوچیں مستقل مزاجی سے ثابت قدم رہیں جس سے کلیسیا و کلیسیاؤں کی مفلسی دور ہو اور لوگ ذرا آگے قدم ماریں جب تک مذکورہ بالا باتوں پر ہم مسیحی لوگ عمل نہ کرینگے تب تک کلیسیا کا آزاد ہونا مشکل اور نیز ان تکلیفوں اور دکھوں کے بچانے میں رکاوٹ ہوگی ۔ ایسا ہو کہ ہماری ناداری و مفلسی اور تنگی کی حالتوں کے سبب ہماری ہی حالت ہمکو اور دوسروں کو خوار و خستہ نظر آئے اور جس طرح اب دوسروں کے دست نگر رہتے ہیں پھر بھی ویسے ہی رہیں ۔ کوئی صاحب اس تحریر سے کوئی مطلب سوائے ترقی کلیسیا کے نہ لیوے ۔ کیونکہ میری ناقص سمجھ کا اور مطلب لیقیناً فضول ہے جبکہ یہہ کلیسیا کی آزادگی کی بابت لکھا جائے کاش کہ مجھ میں توفیق ہووے کہ میں اپنی آپ مدد کر سکوں اور مفید پیشہ کو اختیار کرکے اپنے اور اپنی اولاد اور اپنے والدین کی مدد کیلئے ہر دم تیار رہوں ۔ اور خداوند ہم سب کو طاقت دیوے کہ ہم سب کے سب مسیحی لوگ کلیسیا کا آزاد کرانا اور اپنی آپ مدد کرنا سیکھیں اور صاف ثابت کر دکھلاویں ۔

الفقیر

بی۔ اے۔ شرف۔

از پسرور ضلع سیالکوٹ پنجاب مشنری ۔

رُوحِ مسیحی میں نئی زندگی

باب ۱۔

اگر بڑھنیوالے کیا آپ از سر نو پیدا ہوئے ہیں؟ یہہ چھوٹی کتاب انہی اشخاص کیلئے ہے جو پانی اور روح سے پیدا ہوئے ہیں اگر آپ ابھی تک ان مبارک لوگوں میں شامل نہیں ہوئے تو آپ کو اس بیان سے کوئی مطلب نہیں ۔ روح کی بھرپوری خدا کے ہر ایک فرزند کا حق وراثت ہے ۔ نئے عہدنامہ کی یہہ خاص الخاص نعمت ہے لیکن آپنے ہنوز نئی پیدائش نہیں پائی تو اس میں آپکا نہ تو کوئی حصہ ہے نہ بخرا۔ پہلی فکر آپ کی یہہ ہونی چاہئے کہ میں خدا کے فرزندوں میں شامل ہو جاؤں ۔ اور تب ضرور آپ پوری میراث کے وارث ٹھہرینگے ۔

اگر آپکی نئی پیدائش ہوئی ہے تو آپ کو اس دعا کے ساتھ اس کتاب کا پڑھنا شروع کرنا چاہئے کہ اے خدا مجھے تحسین عطا کر کہ روحانی روشنی پاکر اور تمام ضد و تعصب کو دور کرکے میں اس مضمون کو دریافت کروں ۔ یہہ ہدایت اس سبب سے دیجاتی ہے کہ اکثر لوگ معموری روح کی تعلیم سے خوف کھاتے ہیں اور بعض مخالفت بھی کرتے ہیں ۔ جنگ مقدس کے مصنف جان بنیان صاحب نے عجیب بیان درج کیا ہے کہ انسان کا دل ایک شہر کی مانند ہے اور اُس شہر کے کئی دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام کان دروازہ ہے ۔ اس پھاٹک کی حفاظت کے لئے ایک شخص ضد نامی مقرر ہے اور اسکے ساتھ بہرے سپاہی ہیں ۔ انسان کے دل پر عمانوئیل کے کہنے کسیطرح کی تاثیر نہیں پہنچسکتی جب تک کہ ضد اور اُسکے ساتھ بہرے سپاہی پہرا دیتے ہیں ۔

افسوس صد افسوس کہ بہتیرے مسیحی خدا کی برکتوں کی بہتات نہیں پاتے ہیں اور اس نہ پانیکا ایک یہہ سبب ہے کہ وہ اپنے دلوں کو نہیں کھولتے بلکہ ہٹ اور ضد کرتے ہیں ۔ عزیزو چاہئے کہ ہم چھوٹے بچوں کی طرح بنجاویں ۔ چاہئے کہ ہم ہر طرح کی ضد و اختلاف سے باز آویں ۔ چاہئے کہ ہم خدا کے کلام کی تعلیم کو دریافت کریں ۔ اور اُس کو ایمان کے ساتھ قبول کریں ۔ تاکہ ہم برکتوں سے محروم نہ رہیں ۔ بلکہ نفضل نفیس اور روحانی نعمتوں بھری روحانی نعمتیں پاویں ۔

باب ۲

ہر ایماندار کی حقیقی ولادت

خدا کے لوگوں میں ہر جگہ کسی نہ کسی بات کی خواہش و حاجت ظاہر ہوتی ہے۔ اُنکو پوری وہ مسیحی تجربہ کاری حاصل نہیں ہوئی ہے جسکی وہ پیشتر اُمید رکھتے تھے۔ اُنکو فتح کی اُمید تھی۔ پر بار بار اُنہوں نے شکست کھائی۔ روحانی آسودگی کی اُمید تھی پر بجائے اُس کے بھوکھ اور بے چینی حاصل کی ہے۔ دل کے آرام کی جگہہ بیقراری ہے اور بجائے ترقی تنزلی ہے۔ کیا جب مسیح نے فرمایا کہ میرے پاس آؤ تو اُسکا یہ ارادہ تھا کہ جو میرے پاس آتا ہے اُسکا یہی حال رہے ہے؟ اِس سوال کا جواب خدا کے کلام سے ایک ہی ملتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ اور حال کے زمانہ میں مسیحی ابھی بہت ہوتے جاتے ہیں جنکا یہی جواب ہے کہ نہیں ہرگز نہیں۔ یہہ حاجت و خواہش پھر کیونکر دفع کی جاوے۔ صرف روح کی معموری سے۔ اور یہہ روح کی معموری ہر ایک مسیحی کا حق ولادت ہے اور کل روحانی نعمتوں کا وارث ہے۔

اے پڑھنے والے یہہ آپکے خاص حق ہیں کہ جیسے تمس اور مقدس اور بلا فاضل لوگ کسان میں آدمی مرد اور عورتیں روح سے بھرپور ہوئے تھے (اعمال ۲: ۴ و ۴: ۳۱ و ۱۵) اور کرنیلیس کے گھر میں کئی آدمی روح سے بھرے ہوئے تھے (اعمال ۱۰: ۴۴-۴۷) ویسے ہی آپ روح سے بھرے ہوئے ہوں۔

تم روح القدس کا انعام پاؤگے اِس لئے کہ یہہ وعدہ تم سے اور تمہارے لڑکوں سے ہے۔ اور اُن سب سے جو دور ہیں (اعمال ۲: ۳۸ و ۳۹) آپنے اپنے حق ولادت سے کیا کیا ہے۔ کیا آپنے اُسکا دعویٰ کیا ہے۔ کیا آپنے اُسکو اپنا بنایا ہے۔ کیا اُسکو لیکر اب آپ اُس میں خوشی کرتے ہیں۔ یا کیا آپنے اُسکو ناچیز جانا ہے جیسے عیساؤ نے اپنے پہلوٹے ہونیکا حق ناچیز جانا (پیدایش ۲۵: ۳۴) یا شاید آپ اُسکو حقیر و ناچیز نہیں سمجھتے ہیں پر تو بھی اُسکو حاصل کرنیکی کوئی خاص کوشش نہیں کرتے۔ آخر کار عیساؤ نے اپنی نادانی کو جانا کہ میں نے ایک خوراک کیواسطے اپنے پہلوٹے ہونیکا حق بیچا۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ وہی اُس کے بعد جب اُس نے چاہا کہ برکت کا وارث ہووے رد کیا گیا۔ اور اُس نے پچھتانے کی جگہہ نہ پائی اگرچہ اُس نے آنسو بہا بہا کے ڈھونڈا (عبرانی ۱۲: ۱۶ و ۱۷)۔ کاش کہ ان سطور کے ہر پڑھنے والے کے دل میں برکت کے پانیکی خواہش پیدا ہو۔ کیونکہ ہنوز وقت دعا کا موقع ہے۔ اور کاش وہ پیشینگوئی ہمارے حق میں پوری ہووے کہ "یعقوب کا گھرانا اپنی میراث پر قابض ہوگا" (عبدیاہ ۱۷)۔

واقعات اور رائیں

ڈاکٹر بخشی لچھمن داس صاحب پروپرائٹر "راجستان پترکا" اجمیر کا برسر اجلاس معافی مانگنا

ہمارے معزز ناظرین اِس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ڈاکٹر لچھمن داس وہی شخص ہے کہ جس نے اپنا انگریزی اخبار موسومہ "راجپوتانہ مالوہ ٹائمس" خاصکر کے والیان راجپوتانہ کو گالیاں دینے کے لئے جاری کیا تھا۔ جسمیں بیچارہ اپنی مُراد کو پہنچ گیا۔ اور گورنمنٹ جیلخانہ کو اپنا دولتخانہ بنا لیا۔ باقی رہا آپکا دوسرا پرچہ ناگری "راجستان پترکا" اِس بیچارے کا نام لکھتے ہی ہمیں رونا آجاتا ہے کہ بیچارے نے دُنیا میں پیدا ہونیکا کچھ بھی سکھ نہ دیکھہ پایا۔ ابھی چھٹی کا دودھ بھی نہ پی پایا تھا کہ بیچارہ سنسکرت کو گالیاں دینا سیکھ گئی تھی۔ خیر مسیحی بیچارے عرصہ کئی ماہ تک خاموش رہے۔ اتنے میں اُس نے بانی پی کے جناب مولانا مولوی محمد مُراد علی صاحب ہوشیار مالک و اڈیٹر "راجپوتانہ گزٹ" کو گالیاں دینا شروع کیں۔ مولوی صاحب کو کب تاب تھی فوراً قانونی کارروائی کی۔ جسکا نتیجہ مورخہ ۳ جون ۱۹۰۷ء کو نکل آیا۔ یہہ مقدمہ بعدالت صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بہادر مجسٹریٹ درجہ اول ضلع اجمیر علت جرم زیر دفعات ۱۰۹-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۲- مجموعہ تعزیرات ہند۔

آج مقدمہ پیش ہوا ڈاکٹر لچھمن داس صاحب حسب ذیل بیان کرتے ہیں۔ "میں ڈاکٹر لچھمن داس مالک اخبار "راجستان پترکا" نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ میرے اخبار "راجستان پترکا" مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۷ء میں جو جھوٹی خبر اور فحش الفاظ مولوی محمد مُراد علی صاحب مالک اخبار "راجپوتانہ گزٹ" اجمیر کی بابت چھپے اور شائع ہوئے۔ وہ بالکل غلط اور فحش تھے جنکی نسبت میں نہایت افسوس کے ساتھہ مولوی صاحب موصوف سے برسر اجلاس معافی چاہتا ہوں۔ اُمید کہ مجھے معافی دیجاوے۔" دستخط انگریزی لچھمن داس۔ مولوی مُراد علی صاحب نے معافی دی اور کہا کہ "میں معاف کرتا ہوں۔ اور اُنکے خلاف کوئی شہادت پیش کرنا نہیں چاہتا"۔ دستخط مولوی مُراد علی صاحب۔ چونکہ مستغیث نے مقدمہ ہذا میں زیر دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری راضی نامہ کیا اور ملزم لچھمن داس کی معافی منظور کر دست برداری اُسکے برخلاف دیتے ہیں۔ لہذا حکم ہوا۔ بموجب دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری ڈاکٹر لچھمن داس ملزم بری اور رہا کئے جاویں۔ اور چونکہ دیگر ملزمان حاضر نہیں ہیں۔ ملزم انباشی رام کا تو پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے اور ملزم شیو ناتھہ سنگھہ باشندہ جودھپور ہیں اور دو ماہ اِس عدالت کے وارنٹ کی تعمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ اسوجہ سے مقدمہ ہذا فی الحال خارج ہو کر داخل دفتر ہو۔ ہر دو ملزمان میں سے اگر کوئی ملزم بھی یہاں ملیگا تو مستغیث کی درخواست پر مقدمہ قایم ہوگا۔ المرقوم ۳ جون ۱۹۰۷ء ہو دستخط انگریزی) رائے بہادر پنڈت گوبند رام چندر کھانڈیکر صاحب مجسٹریٹ درجہ اول"

اے پیارے ناظرین اِس میں تو کسیکو کلام ہی نہیں ہے کہ پنڈت شیو ناتھہ سنگھہ شرما راج گورو جودھپور بھی ملزم ہے جبکہ اُس نے ایک انسان کے خلاف کچھہ فحش لکھا

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۱۲)

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن جون ۱۰- ڈیلی نیوز کا کارسپانڈنٹ مقیم قسطنطنیہ بیان کرتا ہے کہ توفیق پاشا نے طاقتہائے یورپ کے سفیروں کو خبر دی ہے کہ اُس مُلک کو واپس دینا جو خون سے فتح کیا گیا ہے اسلامی مذہب کے برخلاف ہے۔ اُسی کارسپانڈنٹ کا بیان ہے کہ جرمنی کے سفیر نے توفیق پاشا کی پُشتی کی ہے۔

لنڈن جون ۱۱- باجالی نے تھسلی میں جبیر ٹیکس کے جمع کرنیکا حکم دے دیا ہے اور فرسالہ میں ترکی گورنر کو مقرر کر دیا ہے۔

لنڈن جون ۱۱- جمیکا- نیوزیلنڈ- ہانگ کانگ لنکا- نٹال- اور سیرالیون سے دستہ فوج کل لنڈن میں جوبلی کی تقریب پر پہنچ گئے ہیں۔ اُنکو چیلسیا کی بارگوں میں اُتارا گیا ہے جہاں ڈیوک آف کناٹ اُنکا ملاحظہ کرے گا۔

لنڈن جون ۱۱- زار روس کے ہاں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی ہے۔

لنڈن جون ۱۱- بیان کیا جاتا ہے کہ باب عالی اپنا دعوے جو تھسلی کے لئے کیا گیا ہے واپس کرے گا سوائے اُس ضلع کے جو دریا پینیس کے شمال کی طرف واقع ہے۔ اور اپنے اور مطالبوں کی بھی اصلاح کریگا۔

لنڈن جون ۱۱- میڈا گاسکر کی خبروں میں بیان کیا جاتا ہے کہ باغیوں نے دو فرانسیسی پادریوں کو مقام انتاننیوو کے تیس میل جنوب کی طرف قتل کیا ہے۔

لنڈن جون ۱۱- سرکاری طور پر اشتہار دیا گیا ہے کہ جدہ میں ہیضہ شروع ہو گیا ہے۔

لنڈن جون ۱۳- بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان روم نے ہند کے مُسلمانوں کے نام شکریہ کا تار دیا ہے اُس مبارکبادی کے جواب میں جو اُنہوں نے ترکوں کی فتح پر بھیجی تھی۔

لنڈن جون ۱۳- انڈین سوسائٹی کی ایک کانفرنس بصدارت مسٹر دادا بھائی نوروجی منعقد ہوئی جس میں سر ولیم ویڈربرن اور مسٹر کین بھی حاضر تھے۔ **قرار** پایا کہ ایک ایڈریس ملکہ معظمہ کی خدمت میں جوبلی کے موقعہ پر بھیجا جائے اور کہ اس ایڈریس میں ۱۸۵۸ء کے شاہی اشتہار کے وعدوں کی زیادہ تکمیل کی استدعا بھی کی جاوے۔

پیرس جون ۱۳- جسوقت پریذیڈنٹ فار گھوڑدوڑ کے میدان میں پہنچ رہے تھے ایک شخص نے ایک طمنچہ اُنکی طرف فیر کیا مگر جلد گرفتار کیا گیا- اُسی وقت ایک بمب گولہ پھٹا پر کسیکو نقصان نہ ہوا- ایک طمنچہ اور ایک خنجر جنپر یہ الفاظ کندہ تھے فارکی موت بمب گولہ کے پاس پائے گئے- یقین کیا جاتا ہے کہ یہ کسی پاگل آدمی کا کام ہے۔

کلکتہ جون ۱۲- آج شام کو پانچ بجے کے کچھ دیر بعد کلکتہ اور اُس کے گرد نواح میں سخت زلزلہ ہوا- اس زلزلہ سے شہر کلکتہ کو سخت نقصان پہنچا ہے- بڑی بڑی عمارات کہیں کہیں سے پھٹ گئی ہیں- اِسکا مفصل ذکر ہمارے ایک نامہ نگار نے ہمارے پاس بھیجا ہے جسکو ہم صفحہ ۱۲ میں درج کرتے ہیں۔

مظفرپور جون ۱۳- محرم کے تعبیار کے وقت مظفرپور میں زلزلہ ہوا- ڈیڑھ منٹ تک صدمہ رہا جس سے عمارات کا نقصان ہوا- بہار میں بھی ساڑھے چار بجے معلوم کیا گیا۔

لکھنؤ جون ۱۳- کل سہ پہر کو قریب ساڑھے چار بجے زلزلہ کا تیز صدمہ معلوم ہوا جو ۲ منٹ تک رہا بسبب دہشت کے جہاں تک معلوم ہوا ہے کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔

بمبئی جون ۱۴- ڈاک کے جہاز کو طوفانی ہوا کے باعث دیر ہو گئی- جو جہاز آتے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ بحر ہند میں سخت ہوا چلتی ہے۔

سُنا گیا ہے کہ زلزلہ کا صدمہ جس سے کلکتہ کو اسقدر نقصان پہنچا ہے دہلی اور میرٹھ تک بھی معلوم کیا گیا ہے۔

لنڈن جون ۱۴- منیر پاشا قسطنطنیہ سے لنڈن کی طرف روانہ ہو گیا ہے تاکہ ملکہ کے ساٹھہ سالہ جشن میں سلطان روم کی طرف سے وکیل ہو-

آگرہ جون ۱۴- ایک سخت طوفان مع گرج اور بارش آج صبح اس جگہ آیا- اِس سے پیشتر گرمی شدت کی تھی۔

لنڈن جون ۱۶- جوبلی کی تیاریاں بڑی سرگرمی سے ہو رہی ہیں- بازاروں میں تمام دن تماشائیوں کا ٹھٹھ لگا رہتا ہے- زیبائش کا کام جاری ہو گیا ہے۔

لنڈن جون ۱۶- ۱۸ تاریخ جون کو حضور ملکہ ونڈسر کیسل میں بالمورل سے پہنچ جاوینگی۔

چیف کمشنر آسام مقام شلانگ سے وائسرائے کو تار دیتے ہیں کہ ایک خوفناک زلزلہ شلانگ- آسام میں ۱۲ جون کو ۵ بجے دس منٹ بعد ہوا- تمام عمارتیں بجز گورنمنٹ ہوس کے گر گئیں جیل خانہ اور دیگر مکانات سرکاری اور پرائیویٹ گر کر زمین کے برابر ہو گئے گمان غالب ہے کہ جانوں کا بہت کچھ نقصان نہیں ہوا مگر مسٹر کیگی دب کر مر گئے سیکریٹریٹ پریس کے کئی ملازم مکان کے نیچے آ کر مر گئے ہیں سرکاری کاغذات اور پریس کھنڈرات میں دب گئے ہیں۔ پبلک اور پرائیویٹ نقصان بہت ہوا ہے- سچ تو یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں بچا- بارش زور کی ایک دن اور ایک رات تک پڑتی رہی ہے- سلہٹ سے بھی خبر آئی ہے کہ تمام کا شہر مسطح ہو گیا ہے۔

سو جیسا کہ آپنے اپنے مضمون کے شروع میں تحریر فرمایا ہے کہ اُن غریبوں کی مدد کرسکی کوئی تجویز نکالنی ہو جو کہ خود
اپنی بعض فنڈ یا ایسی ایسوسی ایشنوں میں چندہ نہیں دے سکتے۔ تو علاوہ تو اس سوسائٹی کے فائدہ سے بھی محروم ہی ہے کیونکہ
نہ تو چندہ دے سکے اس سوسائٹی کے ممبر ہونیکا اُنکو مجاز ہوگا اور نہ اس سے مستفید ہو نیکے وہ مستحق ہونگے ✤

لہٰذا ہماری التماس بابو صاحب سے یہہ ہو کہ وہ اپنی تجویز کو واضح طور پر بیان کریں ✤

یکے از ناظرین نور افشاں۔

کوٹگڈھ ضلع شملہ

آجکل کوٹگڈھ میں لیکچروں و دینی مجلسوں کا بازار گرم ہے۔ جناب پادری ایچ۔ ایف۔ بیوئیل صاحب اور جناب جسونت سنگھ صاحب دینی و دُنیاوی مضامین پر فائدہ عام کیلئے باری باری ہر ہفتہ ایک ایک لیکچر دیتے ہیں اکثر مسیحی و غیر اقوام کے لوگ شریک ہو کر فائدہ اُٹھاتے ہیں یہہ ایک نیا کام یہاں جاری کیا گیا ہے اس سے پیشتر نہ کوئی خاص گھر اس کام کیلئے مقرر تھا اور نہ کوئی لیکچر دیتا تھا بلکہ یہاں کے پہاڑی لوگ جانتے بھی نہ تھے کہ لیکچر کس چیز کا نام ہے اب پادری موصوف نے ایک خاص گھر بنا کر یہہ کام جاری کیا تاکہ سب لوگ و مشن اسکولوں کے طلباء اسکی خوبی کو جانے اور اُنکی علمی و عقلی دینی و دُنیاوی واقفیت بڑھائی جاوے خصوصًا خداوند کے نام کی بشارت دیجاوے۔ نیز یہہ بھی غرض ہے کہ متلاشیان حق کو موقعہ دیا جاوے بلکہ اس گھر میں حاضر ہو کر بذریعہ سوال و جواب اپنے شبہات و مشکلات کو حل کرالیا کریں علاوہ اسکے اُس نئے گھر میں ہر ہفتہ تین دن مقرر کئے گئے ہیں اوّل بُدھ کے روز سب مسیحیوں کی روحانی ترقی و یگانگت کیلئے بیبل کلاس ہوتی ہے دوئم بروز جمعرات خاص مشن کے ملازموں کیلئے روحانی تحریک دلانیکی مجلس سوم جمعہ کے دن نو مریدوں کیلئے روحانی تعلیم و تقویت دلانیکی مجلس ✤

علاوہ برایں اتوار کی دونوں عبادتوں کے سوا مشن اسکولوں کے طلباء کیلئے سنڈے اسکول ہوتا ہے جسمیں مسیحی و غیر مسیحی طلباء کو دینی تعلیم دیجاتی ہے ✤ گذشتہ ہفتہ مشن کے سب مسیحیوں کیلئے ہر روز خاص مجلس ہوتی تھی جسمیں کلام اللہ کی تلاوت کرکے مسیحیوں کو روحانی تحریک دلائی گئی و قسم قسم کے کاموں کیلئے دعائیں کی گئیں خصوصًا روح القدس کی برکت حاصل کرنیکے لئے تاکہ اس مشن کے کام پر خاص برکت نازل ہو ✤ پنجاب بیبل ریلجس بک سوسائٹی کی امداد کیلئے اس چھوٹی جماعت سے کچھ خاص چندہ جمع کرکے بھیجا گیا ہے ✤ ڈائمنڈ جوبلی کا بھی یہاں کے مسیحیوں میں تیاری ہو رہی ہے جسمیں مشن کے سب ملازم و اُنکو اور سب طلباء شریک ہونگے ✤ (راقم۔ نامہ نگار از کوٹگڈھ)

نور افشاں

کہ پادری فقیرانہ حالت میں رہیں اور اپنے متعلقین کے حقوق کو ادا کرنے میں قاصر رہکر انجیل کی بشارت دیں۔ یہہ انجیل کی تعلیم نہیں ہے خداوند نے اپنے شاگردوں کو دنیا میں بھیجا ہے کہ وہ دنیا میں رہکر خمیر اور نمک کی مانند بن جاویں ✤

میں نے بیان کیا ہے کہ اس ملک میں لوگوں کی ضرورتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ لہٰذا پادریوں کا روز بروز ان ضرورتوں کا لحاظ کرکے مقرر کرنا ضرور ہے ✤

اوّل۔ پیشتر لوگ لڑکونکی تعلیم کا فکر کرتے تھے۔ مگر لڑکیوں کا نہیں۔ مگر اب مسیحی روشنی سے لوگ لڑکیوں کی تعلیم کو بھی ضروری سمجھنے لگے ہیں۔ خصوصًا مسیحی تو یہہ جانتے اور مانتے ہیں کہ لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم کا یکساں لحاظ رکھنا چاہئیے۔ اور نہ صرف یہہ بلکہ وہ یہہ سمجھتے ہیں کہ انکو ایسی جگہہ تعلیم دیجاوے جہاں اُنکی موول سوشل حالت ترقی کرے۔ پس اُنکو لائق دینداروں کی صحبت میں تعلیم دینا ضروری سمجھا گیا ہے ✤

دوئم۔ پیشتر انسان کی جان کی قدر اس ملک میں بہت کم کیجاتی تھی مگر اب مسیحی دین نے ظاہر کیا کہ انسان کی زندگی کس قدر نعمت ہے۔ اس لئے دُکھ بیماری میں اچھی خوراک عمدہ ہوا اور مکان کا خیال کیا جاتا ہے۔ دیسی علاج کی نسبت انگریزی علاج کو ترجیح دیگئی ہے جبکہ پیشتر ان امور کی طرف کچھ توجہ نہیں تھی ✤

سوئم۔ ملک میں امن اور سفری سامان کے اچھے ہونیکی وجہ سے لوگوں کو پیشتر کی نسبت زیادہ سفر کرنا پڑتا ہے ✤

چہارم۔ پادریوں کی بابت اب لوگ جانتے ہیں۔ کہ جب کبھی کوئی مسیحی اُنکے سٹیشن پر آوے تو وہ پہلے پادری کے گھر میں آویگا۔ اور آتے ہیں جن کے ضروری اخراجات کا متحمل ہونا اُسکو ضرور ہے ہمارے فخر قوم ڈاکٹر عماد الدین صاحب ایکدفعہ سلسلۂ گفتگو میں فرما رہے تھے۔ کہ مسیحی لوگوں کیلئے پادری کا گھر باپ کے گھر کے موافق ہونا چاہئیے ✤

پنجم۔ دیسی پادریوں کا تعلق امیروں اور غریبوں سے وابستہ ہے۔ اگر اُنکی خاندانی حالت اُنکا وطیرہ اُنکا لباس اس لائق نہو کہ وہ ملک کے سرکردہ لوگوں سے بے تکلف مل سکتے تو وہ ضرور حقارت سے دیکھے جاتے ہیں اور ملک کے اچھے لوگ اُن سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ لیکن وہ ملک کے غریبوں اور غریب مسیحیوں سے حال میں مل سکتے ہیں لیکن بعض اوقات اُنکو اُنکی دستگیری کرنی ضرور ہوتی ہے ✤

ششم۔ دیسی پادریوں کو انگریز مشنریوں کے ساتھ ملکر کام کرنا پڑتا ہے۔ مگر چونکہ اُنکی مالی حیثیت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اسلئے وہ ایکدوسرے کے ساتھ بے تکلف نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ اپنے آپکو اُنکے دست نگر سمجھکر بعض دفعہ اُن سے



دبے رہتے ہیں۔ اور حق بات کہنے سے بھی رُک جاتے ہیں اور اپنی مالی حیثیت میں کم ہونیکے لحاظ سے اُنکو حوصلہ نہیں پڑتا کہ کچھ اپنی رائے ظاہر کریں ✦

ان مذکورہ بالا چند وجہوں کا لحاظ کرکے ایک دیسی پادری کی حالت پر غور کرو جسکو ۴۰ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اگر اسے کم تین بچوں کیواسطے بورڈنگ سکول میں اُسکو خرچ دینا پڑے۔ تو ۲۰ روپے ماہوار سے اُسکو زیادہ ہی دینا پڑ گیا۔ پھر اُسکو فیملی پنشن فنڈ میں کم سے کم ۵ روپے ماہوار دینا ضرور ہے اور باوجود اس سب کے ضرور ہے کہ وہ بموجب اپنے عہدہ کی حیثیت کے لوگوں کے ساتھ ملے اور گذارہ کرے۔ اپنے گھر کو ایسے طور پر رکھے کہ کسی اچھے درجہ کے شخص کو اُسکے گھر میں آرام مل سکے لیکن یہہ بالکل سچ ہے کہ وہ اس آمدنی میں اپنے عہدہ کی حیثیت کے بموجب ہرگز گذارہ نہیں کر سکتا مگر اس امر کا بھی ذکر کرنا ضرور ہے کہ بعض دیسی پادریوں کو اُن کی ذاتی لیاقت کے لحاظ سے بہت زیادہ ملتا ہے لیکن اگر اُن کے عہدہ سے حیثیت کا لحاظ کریں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اُنکے لئے یہہ آمدنی کم ہے جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ اُنکے عہدہ کے ساتھ کئی ایک اخراجات وابستہ ہیں ✦

لیکن اب مشکل امر یہہ ہے کہ دیسی پادریوں کیلئے کیا مناسب روزانہ مقرر کیا جاوے تاکہ وہ اپنے عہدہ کی حیثیت کے موافق گذارہ کر سکیں ✦

اِس امر کے فیصلہ کیلئے میں تین معیار پیش کرتا ہوں۔

اوّل معیار یہہ ہے۔ کہ دینی خدمت کرنے والوں کے لئے ترقی کا جو سلسلہ مقرر ہے۔ اُس کو درجہ وار پادری کی تنخواہ تک بڑھا دیا جاوے یعنی اس طرح سے کہ جونیور ریڈر کے واسطے ۱۰ روپے مقرر ہیں اور سینیر کیلئے ۲۰ اور جونیر کیٹی کسٹ کے لئے ۳۰ اور سینیر کیلئے ۴۰۔ اِس سے ظاہر ہے کہ جونیر کیٹی کسٹ کی ترقی کا درجہ ۱۰ روپے ہے پس اس اصول پر ڈیکن کی تنخواہ کا ۱۵ ترقی سمجھا جاوے یعنی سینیر کیٹی کسٹ کو جب ڈیکن کا عہدہ دیا جاوے تو اُسکی ۱۵ روپے کی ترقی کیجاوے۔ اور جب ڈیکن کو پریسٹ کا عہدہ ملے۔ تو ڈیکن کی تنخواہ پر ۲۰ روپے زیادہ کئے جاویں۔ اِس صورت سے یہہ معیار ٹھہرا کہ جونیر کیٹی کسٹ کو ۱۰ روپے ترقی ڈیکن کو ۱۵ اور پریسٹ کو ۲۰ یا دوسرے لفظوں میں ڈیکن کی تنخواہ ۵۵ اور پریسٹ کی ۷۵ کیجاوے۔ علاوہ بچوں کے اور دیگر ضروری الونس کے بچوں کا الونس یہہ ہونا چاہئے۔ لڑکی کیواسطے ۵ روپے اور لڑکے کیواسطے ۳ روپے ✦

دوسرا معیار۔ وہی ہے۔ جو کہ سی استادوں کیلئے مقرر کیا گیا ہے تھوڑا تبدیل کر کے اُنکو دینی خدمت کے سلسلہ کیلئے ٹھہرایا جاوے ✦

اور خادمان انجیل اور آزاد مسیحیوں کی ایک کمیٹی ہو جو کہ امورات بالا اور دیگر امور پر غور کر کے اس کا فیصلہ کرے ✦

میرے خیال میں صورت موجودہ پر لحاظ کر کے یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وظیفہ مقرر کرنے میں مجرد اور بیوی والے اور بال بچوں والے کا لحاظ کیا جاوے اور بال بچوں کے واسطے الونس مقرر کیا جاوے ✦

ضروری التماس پر ایک نظر

ہم نے بابو آئی سی سنگھ کی ضروری التماس کو جو نور افشاں میں شائع ہوئی پڑھا۔ جو کچھ تعلق پہلے جملہ مضمون کا آخر کے جملہ سے ہے وہ صاف صاف بیان نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ شروع میں آپنے تدفین و تکفین کے انتظام کے بارے میں کچھ کہا ہے جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس تجویز کے درپے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح غریب مسیحیوں کی روپے سے امداد ہو۔ مگر آخر میں جو کچھ اس تجویز کے متعلق بیان کیا ہے اور دیگر ایسوسی ایشنوں کے حوالے دئے ہیں اُنکا اس سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے۔ ان ایسوسی ایشنوں کی مدعا تو ایک باہمی امدادی فنڈ قایم کرنیکی ہے۔ جس سے ایسوسی ایشن کا ہر ایک ممبر خواہ امیر ہو یا غریب مستفید ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہندوؤں نے جو فنڈ جاری کر رکھا ہے اور جو میوچول فیملی پنشن فنڈ کے نام سے موسوم ہے اُسکی غرض خاص یہی ہے کہ جو اس ایسوسی ایشن سے مستفید ہونا چاہیے وہ اسکا ممبر ہو جائے۔ اگر بابو سنگھ صاحب کی ضروری التماس کی یہی غرض ہے تو ہمکو کچھ چنداں اعتراض نہیں ہے۔ مگر اگر اُنکی مدعا یہہ ہے کہ غریب مرحوم مسیحیوں کے کفن دفن اور اُنکے پس ماندگان کا انتظام زیر تجویز ایسوسی ایشن اپنے ذمہ لے تو ہمکو اس سے اعتراض ہے۔

کیونکہ اوّل آپ ہی کے قول کے مطابق یہہ ہم کو سلف ہلپ کی معقول تدبیر سے محروم کرتی ہے۔

دوئم جو کام کہ خیرات کے تعلق ہے اُس کی نسبت میوچول فیملی فنڈ سے کیا ہو سکتی ہے۔ خیراتی معاملوں کی تدبیر ایک عام اپیل کے طور پر بہتر ہوتی ہے۔ مثلاً کسی ایسے شخص کے مر جانے پر جو کسی معقول وجہ سے اپنی بیوہ کے لئے کچھ نہیں چھوڑ گیا اور بیوہ کی بھی ایسی حالت ہے کہ وہ کوئی اپنی آمدنی کی صورت نکال نہیں سکتی تو اس کیلئے کوئی نہ کوئی ایک عام اپیل کر سکتا ہے اور ممکن نہیں کہ ایسی مستحق بیوہ کیلئے ہمارے ملک کے لوگوں کے دل ... ذکر نیکی ... اسکو

انجیل اپنی مزدوروں پر لحاظ کر کے اپنے لئے اسباب زندگی کا معیار آپ ہی ظاہر کرے تاکہ وہ آزادی سے کام کر سکے اور کلام کی خدمت لاپروایی سے کر سکے اور کلیسیا کی طرف سے اُس کو وہی دیا جاوے۔ بعض بعض خداوند کے برگزیدہ بندے ایسا کرتے ہوں تو ہوں لیکن عالم گیر یہہ انتظام ابھی ممکن نہیں ہے۔ جو اس کو پسند کر سکتا ہو تو کرے۔ میں اس جگہہ یہہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ اس مُلک کے لوگ ایشیائی فقیری طریقہ کو زیادہ پسند کرتے ہیں جس طرح کہ ہمارے خداوند اور اُس کے رسولوں کی زندگی تھی اور ایسے طریق زندگی کو وہ خدا کی نسبت منسوب کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ زیادہ تنخواہ لیتے اور آرام اور خوش حالی سے گذران کرتے ہیں وہ اپنی خواہشوں کے پورا کرنیکے لئے یہہ خدمت کرتے ہیں اور روپیہ کے لئے وہ کلام کی خدمت کرتے ہیں۔ اس واسطے اسباب زندگی کا معیار مقرر کرنے میں اس بات کا خیال ہونا چاہئے کہ وہ ایسا ہو جو مُلک کے لوگوں کے عام خیال اور اُس جگہہ کے خادمان دین کے مطابق ہو تاکہ لوگ خدا کے بندوں کی ظاہری صورت دیکھکر اُن کی طرف متوجہہ ہوں کیونکہ ظاہری صورت سے اکثر لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں یہہ بھی ہماری طرح دُنیا دار ہیں اور دُنیا کی چیزوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں ✚

خادمان دین کی ظاہری صورت یعنے دُنیا میں گذران کرنے کی اسطرح ہونی چاہئے۔ تاکہ سب کے لئے جو اُن کے وسیلے خداوند کے پاس آویں ایک نمونہ ہو کہ وہ اُسی طرح دنیا میں گذران کریں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آجکل ہماری سوسائٹی کا طریق معاشرت روز بروز ایسا بڑھتا جاتا ہو کہ بیچارے نومریدوں کے واسطے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے میں کہہ سکتا ہوں اکثروں کی حالت اس طرح کی ہے کہ اُنکا سارا وقت دُنیاوی فکروں میں ختم ہوتا ہے اور روحانیت دُنیاوی تلاش کے نیچے دب گئی ہے۔ اگر یہی حالت ہو تو ہم غیر قوموں سے بدتر ہو جاویں گے۔ اس بات کو سب تسلیم کریں گے کہ نمونہ سے بہت تاثیر ہوتی ہے اور آدمی نمونہ کو دیکھکر اُس کے مطابق ہونا چاہتا ہے۔ ہمارے خداوند کا دُنیا میں آنا صرف نمونہ کے واسطے تھا تاکہ سب باتوں میں خدا کا بندہ ہو کر ہمارے سامنے اس دُنیا میں نمونہ ہو ورنہ الٰہی تعلیم تو پُرانے عہد نامہ میں بھی بہت تھی۔ اس واسطے خادمان انجیل کو سب باتوں میں اور دُنیاوی گذران میں متلاشیوں اور مریدوں کے واسطے نمونہ ہونا چاہئے ✚

یہہ میرے واسطے فیصلہ کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقررہ معیار کیا ہو تاکہ اس مُلک کی حالت اور لوگوں کے خیال کے مطابق اور نومریدوں اور متلاشیوں کے لئے ایک نمونہ ہو میرے خیال میں یورپین صاحبان

یعنی اس طرح سے کہ سینیر سیکنڈ گریڈ نیٹیو پریسٹ کو ۵۰ ملتے ہیں اسی طرح ڈیکن کو پچاس ملیں اور تین سال کے بعد اگر اُس کی خدمت اطمینان بخش ہو ۶۰ دئے جاویں۔ اور ۵ سال کے بعد ۷۵ اور دس سال کے بعد ۱۰۰ دئے جاویں ✚

پریسٹ ۷۰ سے شروع کرے تین سال کے بعد ۸۰ پانچ سال کے بعد ۹۰ دس سال کے بعد ۱۰۰۔ پھر اگر کوئی پریسٹ ایک تھانہ میں انڈیپینڈنٹ چارج رکھتا ہو۔ تو اُسکو ۲۰ روپے تنخواہ اور اگر وہ تھانہ کے چارج میں ہوں تو ۱۳۰ اگر تین تھانہ کے علاقہ میں ہوں ۱۴۰۔ اور اگر کل تحصیل کا چارج رکھتا ہو تو ایک سو پچاس۔ اگر اس حساب سے تنخواہ ملے تو کچھ اور الاؤنس اسکے ساتھ دینا ضرور نہیں ✚

تیسرا معیار۔ جو لفظ گذارہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں میں نے بہت سوچ کی اور مجھے معلوم ہوا کہ جس قاعدہ سے۔ یورپین پادری صاحبان کو گذارہ ملتا ہے اگر ایسے قاعدہ کے موافق دیسی پادریوں کیلئے گذارہ کا معیار مقرر کیا جاوے تو مناسب نہیں ہے۔ مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہے۔ کہ یورپین پادری صاحبان کا گذارہ کس طریقہ پر مقرر ہوا۔ اگر اُن کے گذارہ کی نسبت جو گوروں کی تنخواہ سے ہے معلوم کیجاوے۔ اور اسی نسبت سے دیسی سپاہیوں کی تنخواہ سے دیسی پادریوں کا گذارہ مقرر کیا جاوے میری سمجھ میں بالکل درست ہے۔ سو میں نے دریافت کیا ہے کہ انگریز منسٹری کا گذارہ علاوہ دیگر الاؤنس کے ۱۷۱ روپیہ ہے اور گوروں کا ۱۶ روپیہ۔ یعنی انگریز منسٹری کی تنخواہ گوروں کی تنخواہ سے ۱۰¾ گنا زیادہ ہے اسی کے موافق دیسی سپاہی کی تنخواہ ہے جو اسکا ۱۰¾ گنا دیسی پادری کی تنخواہ ہونی چاہئے یعنی ۹۱ روپیہ ۱۴ آنہ اور اس کے ساتھ بعض ضروری الاؤنس جیسے بچوں مکان وغیرہ باقی رہا ڈیکنوں کا گذارہ سو بموجب قاعدہ موجودہ کے ڈیکن کو پریسٹ سے ½ حصہ کم ملتا ہے۔ اس حساب سے ڈیکنوں کو ۵۰ روپے ملنے چاہئیں۔ اور دیگر الاؤنس جو پریسٹ کو ملتے ہیں ✚

ایک اور امر سوچنے کے لائق ہے۔ یعنی یہہ کہ اگر موجودہ صورت کام کی رہے تو ضرور کوئی چھوٹے درجے کم تنخواہ کے پادری مقرر کرنے پڑینگے اور اُنکی تنخواہ کی صورت میں یہہ پیش کرتا ہوں کہ موجودہ جونیر کیٹیکسٹ کی تنخواہ کم درجہ کے ڈیکن کی تنخواہ سمجھی جاوے اور موجودہ سینیر کیٹیکسٹ کی تنخواہ کم درجہ کے پریسٹ کی تنخواہ مقرر کی جاوے یعنی ڈیکن کی ۳۰ اور پریسٹ کی ۴۰۔ اور ممکن ہو کہ اس سے بھی کم درجہ کے پادری مقرر کرنے پڑینگے یعنی ۲۴ و ۱۸ روپیہ ماہوار کے مگر ابھی اس امر پر سوچنے کا پورا وقت نہیں آیا اس کے متعلق میں زیادہ بیان کرنا ضرور نہیں سمجھتا ہوں ✚



(ب)

از پنڈت بشنداس مختار عدالت اجنالہ

اس اہم سوال کو حل کر کے اسکا کامل و کافی جواب دینا جہانتک میں خیال کرتا ہوں میری تجربہ کاری اور لیاقت سے باہر ہے۔ اور اب چونکہ یہہ سوال کلیسیا کی طرف سے اس حامد کی نسبت دیر کے انتظام کے بعد بغرض بہتر انتظام از سر نو اُٹھایا گیا ہے اور مجھکو بھی اس پر کچھ لکھنے کیواسطے کہا گیا ہے۔ اس واسطے نہ صرف مجھکو بلکہ ہم سب کو جو اس سوال کی نسبت غور کرینگے چاہیے کہ دیانت داری اور روح القدس کی ہدایت سے اپنی اپنی رائے ظاہر کریں کیونکہ یہہ معیار اس دُنیا میں طریق معاشرت کا نہ صرف خادم الدینان کے واسطے بلکہ اُن سب کے واسطے ہے جو کہ خداوند میں اُن کے وسیلے اس ملک میں گذران کیا چاہیں۔

اس سوال کو حل کرنیکے لئے سب سے پہلے ہمکو چاہیے کہ کلام الٰہی کی طرف دھیان کریں کہ اُس میں ہمارا اُستاد اور ہادی کیا فرماتا ہے تو معلوم ہوگا کہ اُس میں خداوند کا برگزیدہ بندہ پولوس رسول جو خاص اس خدمت کیلئے غیر قوموں کے واسطے مخصوص کیا گیا تھا بحوالہ کلام اپنے خداوند کے کہ خوراک مزدور کا حق ہے یوں فرماتا ہے کہ انجیل کے سنانے والے انجیل سے اسباب زندگی پاوینگے ۱ قرنتی ۹ باب ۱۴ آیت تو گویا اس جگہہ سے اس سوال کے حل کرنیکا جنرل رول (عام قاعدہ) اصولی ہمکو مل جاتا ہے کہ خادمان انجیل۔ انجیل سے اسباب زندگی پاوینگے اب باقی امر یہہ رہا کہ اسباب زندگی کیا ہے اور اُنکی کیا مالیت ہونی چاہیے تاکہ ہر ایک خادم الدین کو ایک مقررہ معیار پر دیا جاوے تاکہ وہ خداوند کے بندوں کیلئے بطور نمونہ کے گذران کر سکے۔

اب پھر اس امر کے لئے بھی کہ خادمان دین کے واسطے اسباب زندگی کا ایک مقررہ معیار کیا ہونا چاہیے کلام الٰہی ہی کو دیکھیں کہ اُنہوں نے اس دنیا میں جن کا ذکر کلام الٰہی میں ہے کس طرح گذران کی۔ تو معلوم ہوگا کہ اول پرانے عہد نامہ کے خادمان دین میں یعنے وہ اشخاص جو مقدس ہیکل کی خدمت کرتے نذر اور قربانی چڑھاتے اور بنی اسرائیل کے واسطے خداوند کے حضور کھڑے رہتے تھے اُن کے اسباب زندگی بنی اسرائیل کے باقی گیارہ سبطوں سے مختلف ذرایع سے وصول ہوتے تھے یعنے دہیکی اور نذر اور قربانی وغیرہ سے اور اُن طریقوں سے جو بعض خادمان دین نے خود غرضی سے ایجاد کرلئے تھے لیکن جہاں تک میں خیال کرتا ہوں اُن کو اسباب زندگی بافراط میسر آتے تھے جن کا نتیجہ کلام الٰہی میں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُن کے دل اسباب زندگی پر لگ گئے اور اُن کے زیادہ چاہنے والے ہوگئے چنانچہ اُن میں سے عموماً ایسے مسیح کے منتظر ہوگئے کہ وہ اُن کے لئے دُنیاوی دولت اور حکومت لیکر آوے گا اسی واسطے اُنہوں نے ہمارے خداوند کو جو فروتنی اور غریبی کی حالت میں آیا رد کیا اسی واسطے اسباب زندگی کا بہتایت سے ہونا ہو سکتا ہے کہ لعنت کا سبب ہو۔

دوسرے نئے عہد نامہ کے خادمان انجیل کے اسباب زندگی جس میں ہمارا خداوند اور اُس کے رسول اور دیگر بندگان ہیں اس تواریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے واسطے کوئی مقررہ معیار اسباب زندگی نہیں تھا بلکہ اُن کی زندگی ایشیائی فقیری طریقہ پر تھی کہ جس قدر جہاں سے ملا اُسی میں اُنہوں نے اپنی گذران کی لیکن یہہ ایک تھوڑے عرصہ کی تواریخ نسبت اسباب زندگی خادمان انجیل ہے۔

اس تواریخ الٰہی کی نسبت اسباب زندگی خادمان انجیل کے بعد کلیسیا نے اپنی الٰہی تحریک سے مناسب خیال کیا کہ خادمان انجیل کو کلیسیا کی طرف سے ایک مقررہ معیار پر اسباب زندگی کے لئے دیا جاوے تاکہ وہ آزادی اور دلجمعی سے کلام کی خدمت کریں اور میں خیال کرتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت پھیلانے میں اس طریقہ سے بہت مددگی اور ہو سکتی ہے۔

اب تنقیح طلب امر یہہ ہے کہ ہندوستان خصوصاً اُس حصہ کے خادمان انجیل کے لئے اسباب زندگی کا ایک مقررہ معیار کیا ہونا چاہیے جس کی بابت ہم لوگ غور کرتے ہیں یعنے پنجاب کیلئے۔ یہہ تو صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک ملک اور حصہ کے لئے یہہ معیار مختلف ہوگا مثلاً انگلستان کے لئے اور۔ اور ہندوستان کے لئے اور۔ اور اُن خادموں کے لئے اور جو انگلستان سے آکر یہاں خدمت کرتے ہیں ایسے ہی اور ممالک کے لئے۔ کیونکہ ان سب کا طریق معاشرت مختلف ہوگا اور ضروریات بھی کم و بیش۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ ہر ایک خادم کے لئے اسباب زندگی کا معیار مختلف ہو سکتا ہے کیونکہ ایک آدمی تھوڑے میں گذران کر سکتا ہے اور دوسرا اُس سے زیادہ۔ ایک کو کمزوری اور بیماری کے سبب زیادہ چاہیے اور دوسرا تندرست اور مضبوط ہے۔ ایک اکیلا ہے اور دوسرا بال بچے والا اور بال بچوں میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

مختلف حالتوں اور صورتوں میں مشکلات سے بچنے کے لئے آسان طریق یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک خادم



ایڈیٹوریل نوٹ بعنوان

ہندوستانی کلیسیا کس طرح سیلف سپوٹنگ ہوسکتی ہو

بندہ نے اخبار نورافشاں مطبوعہ ۴ جون میں پڑھا مجھے افسوس ہو کہ میں ایڈیٹر صاحب کی رایوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرسکتا۔ جو مضمون نورافشاں کے گذشتہ پرچہ کے مُراسلات کے کالم میں درج ہوا۔ اُس سے میرا کلیۃً اتفاق ہو۔ مانا کہ ہندوستانی نوجوانوں کا موجودہ گورنمنٹ میں اچھی اچھی نوکریاں حاصل کرنا اور علم سیکھنا کسب اور ہنر کے پیشے اختیار کرنا کوئی ایسی شرط مطلق نہیں ہو کہ اس کے بغیر کلیسیا بااختیار ہو نہیں سکتی بلکہ اصل شرط یہہ ہو کہ کلیسیا میں روحانی زندگی پائی جاوے مگر ایڈیٹر صاحب کی حجت اور بیان میں مغالطہ یہہ ہو کہ آپنے سیلف سپورٹ کے معنے پر غور نہیں کیا۔ اس لفظ میں تو کیسہ اور جیب سے بہت کچھ تعلق ہو یعنے عام معنوں میں وہ شخص خودمختار ہو جو اپنی پرورش کی صورت اپنی ذاتی استعداد سے پیدا کرتا ہو اور اپنے ہی پاؤں پر کھڑا ہونا پسند کرتا ہو۔ اسی طرح وہ کلیسیا خودمختار ہو جس کے ممبران جداگانہ اور فرداً فرداً خودمختار ہیں یعنے بعض تو اپنے کسب اور ہنر میں درک رکھنے کی وجہ سے اپنا خاصہ گذارا کر لیتے ہیں اور بعض تجارت اور ملازمت سے۔ باقی رہا یہہ کہ وہ اپنے خادم الدین کی مدد کس طرح سے کرسکیں تو البتہ کہنا پڑیگا کہ اس جماعت میں روحانی زندگی کی ضرورت ہو مگر ایڈیٹر صاحب نے تو اپنی تحریر سے ایسا اظہار کیا ہو کہ بدُون روحانی زندگی کے دُنیاوی کام بھی نہیں ہو سکیگا۔ اس کے برعکس ہم یہہ کہتے ہیں کہ نیچر اور کلیسیا دونوں کا خدا ایک ہی ہو لہذا وہ شخص جو ادنیٰ باتوں میں وفادار ہوگا وہ اعلیٰ اختیار کے بھی لایق ہوگا۔ پہلے خدا کی راستبازی ڈھونڈو تو باقی چیزیں تم کو دیجاوینگی۔ اِس سلمہ اصول کے معنے لوگ اکثر تحریف کرتے ہیں۔ خدا کی راستبازی کا تعلق نیچر سے بھی بہت کچھ ہو اور اگر نیچر ہی سے ہمارا برتاؤ اور اسکے تعلقات کے ساتھ راستی سے نہ ہوا تو بھلا عقل کب اِس امر کو تسلیم کریگی کہ ہمارا برتاؤ اعلیٰ روحانی چیزوں سے ایسا ہوگا جو خدا کے مقبول نظر ہو اور بھلا خدا ہی ہم کو ایسی نعمتیں غیر مشترکہ کیوں دیویگا اب اگر ہم فرض کریں کہ ایک ایسی کلیسیا اِس ملک میں پائی جاتی ہو جو جسمانی تعلقات میں خودمختار ہو مگر اس میں روحانی زندگی نہیں پائی جاتی تو بیشک کہا جاوے گا کہ اس جماعت میں روحانی زندگی کی ضرورت ہو مگر ساتھ ہی یہہ بھی کہا جاوے گا کہ وہی جماعت مادہ سیلف سپورٹ ہونے کا رکھتی ہو اور کہ ایسی زمین میں روحانی زندگی کا بیج پڑنے سے وہ بلاشک ثمرآور ہوگی۔ اب دوسری طرف ایک ایسی جماعت خیال کریں جس کے ممبران خودمختار نہیں ہیں۔ بلکہ انکی ذاتی زندگی کا انحصار اوروں پر ہو یعنے جنھوں نے ایسا کام اختیار کیا ہوا ہو جسکے وہ مطلق لائق نہیں۔ اور جس کام کے وہ لائق ہو سکتے تھے اُس سے وہ بے بہرہ ہیں۔ تو بتلائیے کہ ایسی جماعت میں خودمختار ہونے کا مادہ ہی کہاں ہو۔ ایسی جماعت جسکا انحصار اوروں پر ہو یا بقول شخصے۔ دست بدست دیگرے و پا بدست دیگرے مجبور رکھے جانے پر اپنے خادم کی مدد کریگی مگر پھر بھی سیلف سپورٹ ہونیکی حیثیت نہیں رکھتی اور خواہ ایسی جماعت غیروں سے ایک بھی پیسہ نہ لیوے مگر وہ خودمختار ہرگز نہیں ہو۔ اس میں سیلف سپورٹ نام ہی نام کو ہو وہ ایک دکھلاوا ہو ایک مصنوعی شئے ہو۔ اور چند روزہ ہو اور کاغذ دیوار ہو پر اس میں جان مطلق نہیں ہو۔ ہمت مرداں مدد خدا ایک مسلمہ مقولہ ہو بلکہ مسیح خداوند نے بھی اسکو جائز رکھا ہو وہ صوبہ دار جس نے اپنا گھر اس لائق نہ سمجھا کہ مسیح اس میں قدم رکھے مسیح نے اس کی کمال درجہ کی تعریف کی یہہ کہہ کر کہ میں نے ایسا ایمان تمام اسرائیل میں بھی نہیں دیکھا۔ اہل یہود تو خدا کے برگزیدہ لوگ تھے مگر یہہ بیچارہ تو غیر قوم میں سے تھا اور عیسائی نہیں تھا مگر اس میں ایک بھاری وصف تھا جسکی مسیح خداوند نے قدر کی اور وہ یہہ تھا کہ وہ اپنے دُنیاوی کاروبار میں وفادار اور دیانتدار تھا۔ خدا انکو بلاتا اور انکی مدد کرتا ہو جو اپنی مدد آپ بھی کرتے ہیں۔ اُس نے دُنیا کے غریبوں اور محتاجوں کو چن لیا مگر بھیک مانگنے والوں اور کاہلوں کو نہیں چُنا۔ اگر ہم ان تعلقات میں وفادار نہیں ہیں جن سے ہمارا زندگی سابقہ پڑتا ہو تو بھلا ہم بھاری اور روحانی تعلقات کے کب لائق ہو سکتے ہیں جو ہم سے دور ہیں ہرگز نہیں۔ اگر کسی جماعت کے ممبران نے اپنے پاؤں پر جدا جدا کھڑا ہونا نہیں سیکھا ہو تو بھلا جماعت کا جو ایک بھاری اور اہم اختیار ہو اس کا ذمہ ہم کیونکر لے سکتے ہیں۔ ہماری کلیسیاؤں میں ایک بھاری نقص یہہ ہو کہ ممبران نے مسیحی مذہب اختیار کرنے سے اپنے زعم میں یہہ تصور کر چھوڑا ہو کہ ہمارا تعلق دُنیا کے کاروبار سے چھوٹ گیا ہو مگر یہہ سراسر غلطی ہو۔ جنوں ہو ہم بیشک دنیا میں ہیں۔ گو ہم دُنیا کے نہیں ہیں ہر طرح سے ہم کو اوروں کو نمونہ دکھانا ہو۔ ہر ایک دُنیاوی اور روحانی امر میں ہم کو افضل ہو کے دکھلانا ہو۔ یورپ میں وہ لوگ اکثر عیسائی ہوگے جو اپنے دنیاوی کاروبار میں بخوبی ماہر تھے مگر افسوس اس ملک میں ایسے لوگ بھی مسیحی ہوتے ہیں جن کو خدا نے نہیں بلایا بلکہ انسان نے بلایا ہو۔

احقر

ایک خیرخواہ

اُسکا ظہور یہہ ظہور میں آیا کہ اُسکے خلاف عدالت نے صاف حکم دیا کہ جسوقت یہاں (علاقہ قیصری میں) ملیگا فوراً گرفتار ہوگا۔ تو کیا یہہ امر محال ہی کہ جو اُس نے خداوند عیسیٰ کے خلاف تحریر کیا ہو اُسکی نسبت ہماری گورنمنٹ عالیہ بری کرے ہرگز نہیں۔ شیو ناتھ شرما کو اُنکی کفر آمیز تحریرات کی لذت دکھانیکے لئے مسیحان اجمیر نے ایک خاص نئی انجمن کھڑی کی ہی جس کے مفصل حالات کی ایک ایک کاپی تمام مسیحان ہند کی خدمت میں ارسال ہوگی۔ بس سلام۔ (رپورٹر)

پیک الٰہی

۱۲ جون ۱۸۹۶ء۔ آجکی صبح دیگر دنوں کی صبح کی مانند تھی۔ خداپرست خدا کو یاد کر رہا تھا صوفی اپنے کلبہ میں اللہ کی یاد میں تھا۔ سنک اپنی منشری میں سجدہ الٰہی میں غرق تھا۔ رومن فادر دست میں تسبیح لئے ہوئے آلتر کے آگے یا مریم یا مریم۔ کر رہا تھا۔ ملاں مسجد میں صبح کی اذان دے رہا تھا۔ برہمن مندر میں دھونی دے رہا تھا۔ طالبعلم جزدان کتب بغل میں دبائے۔ مدرسہ جارہا تھا۔ محرر کان میں قلم لگائے دفتر کی طرف رواں تھا۔ انجن ریل شوں شاں کرتا ہوا بمبئی کی طرف دوڑا چلا جاتا تھا۔ جہاز لنگر اُٹھا کر انگلینڈ کیطرف رُخ کئے ہوئے تھے۔ پرندے اپنی اپنی راگیں گارہے تھے۔ گل و نرگس نسیم سحر میں مانند شرابی ڈگمگا رہے تھے وغیرہ۔ یہانتک نوبت پہنچی کہ نیر اعظم جگمگ جگمگ کرتا ہوا خانۂ مریخی آن میں آ پہنچا۔ کسی کو ہنسا کسی کو رُلا کر۔ اور آداب بجا لا کے غروب ہونیکی تیاری کر رہا تھا۔ فوراً گھڑیاں اور گھڑیال ٹن ٹن ٹن۔ ٹاں ٹاں کی صدا دینے لگے۔ اور کہنے لگے پانچ بجے میں ڈیڑھ گھنٹہ اور ہی بعد ازاں عروس نیر اپنا دمکتا ہوا چہرہ چھپالیگی۔ جو کام کرنا ہو جلد کرلو۔ کوئی اپنے کام سے فراغت پاکر گھر کی طرف جارہا تھا کوئی خرید و فروخت کے واسطے باہر بازار میں آیا ہوا تھا کوئی سیر کیواسطے باہر نکلا ہوا تھا۔ بڑے بڑے رئیسوں اور انگریزوں کے گھوڑے گاڑیاں تیار ہورہی تھیں۔ کہ ناچ و تھیٹر کو جاویں پیک الٰہی ایک ہاتھ میں بوتل برانڈی اور دوسرے میں جام لیکر آ پہنچا۔ اور اپنے وقت کی انتظاری کرنے لگا۔ جوں پانچ بجکے پانچ منٹ ہوئے سب کو فوراً ایک ایک جام پلا دیا۔ سب کے سب خمار میں ڈگمگانے لگے۔ دس سیکنڈ تک عجیب تماشا تھا۔ کوئی کہتا تھا میرے سر کی کمزوری سے چکر آتے ہیں۔ دیگر کہتا تھا جسم کی کمزوری سے چکر آتے ہیں وغیرہ۔ پندرہ سیکنڈ گذر گئے۔ سبھوں کے کلیجے دہل گئے۔ کیا بات ہی۔ آخر گھروں سے نکل نکل کرکے باہر بھاگے۔ ایک منٹ گذر گیا۔ دوسرا شروع ہوا۔ مکانوں سے کڑک بھڑک۔ پھٹ۔ دھوں۔ دھاں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اب تو سب قایل ہوگئے۔ کہ یہہ تو نہ سر درد نہ جسم کی کمزوری ہی۔ سبکے سب چلانے و نعرہ مارنے لگے۔ باہر نکلو۔ باہر نکلو۔ کم آؤٹ۔ کم آؤٹ۔ یہہ زلزلہ ہی۔ بھونچال ہی۔ ارتھ کویک ہی۔ سب کی آنکھیں اُوپر اُٹھیں۔ ای خدا رحم کر۔ ہم عاصیوں کو بچا لے۔ اپنے قہر کو غضب کو دور کر۔ ڈھائی منٹ $2\frac{1}{2}$ منٹ کے بعد یہہ پیک الٰہی ہمیں سلام کرکے یہہ کہہ چلا گیا کہ اگر مجھکو ذرا سی اور تیزی کرنیکا حکم ہوتا تو پہلا منٹ بس تھا کلکتہ کے سب محلوں کو زمین کے برابر کردیتا۔ اب توبہ کرو۔ تم سب نیند گناہ میں سو رہے تھے تمہیں جگانے کیواسطے آیا تھا۔ اب چلا ہوں۔ میں نے نہ کسی کی رعایت اور نہ کسی کا لحاظ کیا ہی۔ پھر روز آخر میں تمہیں جام پلانے آؤنگا۔ اب ذرا مختصر طور سے سُن لیجئے جو اس پیک الٰہی نے ہماری عبرت کیواسطے نقصان کیا ہی۔ درحقیقت اسنے کسی کا لحاظ نہیں کیا ہی۔ کیتھی ڈرل کے برج گھڑی کی چوٹی ٹوٹ کر گرگئی۔ سامنے جناب بشپ صاحب میٹری پولیٹن کے محل میں دراڑیں پڑ گئیں۔ فری چرچ کے برج گھڑی کی چوٹی گرگئی پریسبیٹیرین چرچ کے برج گھنٹہ کی چوٹی گرگئی سینٹ پال کا برآمدہ گر پڑا اور اندر کی طرف چھت کا تھوڑا سا حصہ گر پڑا سینٹ ٹامس چرچ میں دراڑیں آگئیں۔ سینٹ جیمس چرچ کے برج گھڑی کے اردگرد چھوٹے چھوٹے تین مینار گر پڑے۔ عبادت خانوں کا یہہ حال۔ دیگر عمارتوں کا حال بشپس کالج میں پرنسپل صاحب کی کوٹھی میں بہت جگہہ دراڑیں پڑ گئیں اوپر کا حصہ رہنے کے قابل نہیں رہا۔ عجائب گھر جو بہت پختہ عمارت تھی اُس میں بھی دراڑیں پڑ گئیں۔ دیگر عمارتوں کو بہت ضرر پہنچا۔ چورنگی روڈ جو لوئیر سرکولر روڈ۔ انجن روڈ۔ ولسلی سٹریٹ بیڈن سٹریٹ۔ کلائیو سٹریٹ۔ کالج سٹریٹ۔ الیٹ سٹریٹ رپن سٹریٹ۔ پارک سٹریٹ وغیرہ جس طرف دیکھو عجب حال ہی کسی عمارت کا سر ٹوٹ گیا ہی۔ کسی کا شکم پھٹ گیا ہی۔ تیسرے ہی نقصان نہیں ہوا۔ ان عمارتوں کا حال میں نے بچشم خود دیکھا ہی۔ ادھر جہاں تک میں نے سُنا ہی۔ کسی جان کا نقصان نہیں ہوا ہی +

راقم

(تہور خاں کھمایاہ۔ از کلکتہ)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے

پُرانی لوہے کی ریلیں +

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچا دینے کے مقام وغیرہ کی بابت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے مع انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ مع محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ مع محصول ڈاک مع انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپیوں یا اُس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی مع ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب اڈیٹر۔ و مینیجر نورافشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وائی کے اہتمام سے چھپا۔